133560 - یتیم بچوں کی ماں شادی کر لے تو بچوں کے مال کا وصی کون ہوگا

سوال

تین یتیم بچے ہیں جن کا مال انکی ماں کے پاس ہے، اب ماں نے ایک شخص سے شادی کر لی ہے جو بچوں کا رشتہ دار نہیں، یہ علم میں رہے کہ بچوں کا دادا اور نانی موجود ہے، اور چچے اور ماموں بھی ہیں؛ سوال یہ ہے کہ اس حالت میں بچوں کے مال کا ذمہ دار اور نگران کون ہوگا ؟
پانچ برس تک تو بچوں کا مال ان کی ماں کے پاس تھا اور کوئی تجارت نہیں کی بلکہ زکاۃ کی ادائیگی سے مال میں کمی ہی ہوئی ہے، اللہ تعالی آپ کو برکت سے نوازے اس کے متعلق کیا حکم ہو گا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اصل تو یہی ہے کہ باپ نے بچوں کے مال کا جسے وصی و نگران بنایا ہے وہی مال کی ذمہ داری سنبھالےگا، چاہے وہ رشتہ دار ہو مثلا ماں یا چچا اور دادا وغیرہ یا غیر رشتہ دار ہو.

لیکن اگر باپ نے کسی کو بچوں کے مال کا وصی و نگران نہیں بنایا تو دادا ان بچوں کے مال کا ذمہ دار اور نگران ہوگا.

اور اگر دادا نہ ہو تو پھر ولایت ماں کو حاصل ہوگی یا پھر قریب ترین عصبہ مثلا بھائی یا چچا وغیرہ کو، اور اگر ایک سے زائد عصبہ ہوں اور درجہ بھی ایک ہی رکھتے ہوں تو قاضی و حاکم جسے زیادہ بہتر سمجھے اسے اختیار کرےگا کہ وہ امانت و دیانت اور مال کی حفاظت و دیکھ بھال کی طاقت رکھتا ہو.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بچے اور مجنون و پاگل اور بےوقوف پر سب رشتہ داروں کو ولایت حاصل ہے... اور باپ دادا حاکم کے علاوہ کو ولایت حاصل ہوگی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک یہی ہے، اور کتاب الام میں امام احمد سے منصوص ہے، لیکن باب اور دادے اور حاکم کے ساتھ ولایت کی تخصیص بہت ہی ضعیف ہے " انتہی

دیکھیں: الفتاوی الکبری (5 / 397).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بچے پر ولایت بچے کے قریب ترین کو حاصل ہوگی چاہے وہ ماں ہی کیوں نہ ہو، لیکن شرط یہ ہے کہ ماں عقل و رشد کی مالکہ ہو؛ اس لیے کہ ولایت کا مقصد تو اس چھوٹے بچے یا پھر مجنون و پاگل اور بےوقوف کی حفاظت ہے، اس لیے جب بچے کے قریبی رشتہ دار میں حفاظت کرنے والی موجود ہو تو وہ کسی دوسرے سے بہتر ہے.

ان شاء اللہ تعالی یہی حق ہے، اس بنا پر دادا اور باپ اپنی اولاد کے ولی ہونگے، اور بھائی اپنے چھوٹے بھائی کا ولی ہوگا، اور جب عصبہ نہ ہو تو پھر ماں اپنے بیٹے کی ذمہ دار ہوگی، جی ہاں اگر بالفرض بچے کے رشتہ داروں میں محبت و شفقت اور نرمی و مہربانی نہیں تو اس صورت میں ہم قاضی اور حکمران سے رجوع کرینگے کہ کون ولی ہونے ك لائق ہے. " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (9 / 86).

دوم:

اوپر کی سطور میں جو تفصیل بیان ہوئی ہے کی بنا پر ان یتیم بچوں کے مال پر ان کے دادے کو ولایت حاصل ہے، اور اگر دادا عاجز ہو یا پھر یتیم بچوں کے اموال کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا تو پھر ولایت ماں کو مل جائیگی.

ماں کی شادی کا اپنے بچوں کے مال پر ولایت کوئی اثر نہیں ہوگا، کیونکہ بچے کی پرورش اور مالي مسؤلیت میں فرق ہے، کیونکہ حق پرورش ماں کی شادی کی بنا پر ساقط ہو جاتا ہے، لیکن مالی مسؤلیت شادی سے ساقط نہیں ہوتی.

سوم:

یتیم بچے کے مال کا ولی و نگران دادا ہو یا ماں یا کوئی اور اسے چاہیے کہ مال کو تجارت میں لگائے اور کوشش کرے کہ وہ مال کو وہاں صرف کریں جہاں بچے کی مصلحت ہو اور بچوں کو فائدہ ہوتا ہو.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور تم یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر احس طریقہ کے ساتھ .

یعنی یتمیم کا مال وہاں صرف کرو جس میں بچے کی مصلحت پائی جائے اور اسے فائدہ ہو اور مال بڑھے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" یتیم کے مال کے نگران اور ولی کو چاہیے کہ وہ اس مال کو مضاربت میں لگائے، اور ایسے شخص کو دے جو اس

کے ساتھ مضاربت والی تجارت کرے، اور اس کے لیے نفع میں حصہ مقرر کرے، چاہے وصی ہو یا حاکم یا حاکم کا امین و خزانچی یا باپ، اسے ویسے چھوڑنے سے بہتر ہے.

اس رائے کو اختیار کرنے والوں میں ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما اور نخعی حسن بن صالح اور امام مالک امام شافعی اور ابو ثور اور اصحاب الرائے شامل ہیں، اور عمر بن خطاب، عائشہ رضی اللہ تعالی عنہم اور ضحاك سے اس مال کے ساتھ تجارت کرنا ثابت ہے.

ہمارے علم کے مطابق تو کسی نے بھی اسے ناپسند اور مکروہ نہیں سمجھا، صرف حسن سے ایسی روایت ملتی ہے، اور ہو سکتا ہے انہوں نے خطرہ کے پیش نظر اس سے اجتناب کرنا سمجھا ہے، اور اس لیے کہ اسے محفوظ رکھنے میں زیادہ بہتری ہے.

جمہور کی رائے زیادہ بہتر ہے کیونکہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جو کوئی بھی یتیم کا ولی بنے اور یتیم کا مال ہو تو وہ اس مال کی تجارت کرے اور اسے ویسے ہی نہ چھوڑ دے کہ صدقہ و زکاۃ اسے کھا جائے "

اور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہما سے بھی مروی ہے جو کہ مرفوع سے زیادہ صحیح ہے.

اور اس لیے بھی کہ یہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہوگا تا کہ اس یتیم بچے کا خرچ تجارت کے نفع میں سے ہو، جس طرح تاجر لوگ اپنے اموال اور دوسروں کے اموال کے ساتھ کرتے ہیں، لیکن وہ اسی تجارت میں مال لگائے جہاں نقصان کا خدشہ نہ ہو، اور کسی دھوکہ باز کو تجارت کے لیے مال مت دے " انتہی

دیکھیں: المغنی (6 / 338 ـ 339).

اور اگر ماں یا یتیم بچوں کے مال کا نگران فائدہ مند امور میں مال لگانے سے عاجز ہو تو پھر ولایت بعد والے شخص کی طرف منتقل ہو جائیگی جو اس ذمہ داری کو نبھانے کی اہل رکھتا ہو.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" یتیم کے مال کا ولی اور نگران اسے ہی بنایا جائیگا جو اس ذمہ داری کو نبھانے کی اہلیت رکھتا ہو اور امانتدار ہو، واجب ہے کہ اگر ولی میں یہ اوصاف نہ ہوں تو پھر اس سے بہتر شخص کو ولی بنایا جائیگا " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (30 / 44).

والله اعلم .